سوال نمبر 1
جواب

1- تعارف:

اسلام ایک الہامی دین ہے جو اپنے ماننے والوں کو رہن سہن کی طریق کے ساتھ الہامی عقائد اور عبادت بھی دیتا ہے۔ یہ عقائد اسلام کی عمارت کی بنیاد ہیں جن کا

Use suitable words

اقرار دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے لیے لازمی ہے۔ ان میں سے ایک اہم عقیدہ آخرت کا بھی ہے جو انسان کو زندگی کے مقصد فراہم میں ایک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ دین اسلام ان عقائد کے ذریعے فرد اور معاشرہ دونوں کی اصلاح کرتا ہے۔ اس کے طریق اصلاح میں روحانی ضرورت کی تکمیل، قرب الٰہی کا راستہ، مقصد حیات کی فراہمی، بھائی چارے کا فروغ، بہادری اور جذبہ جہاد کا اجاگر کرنا، دوسرے احتساب کا احساس وغیرہ شامل ہیں۔

2- اسلام کے بنیادی عقائد:

(i) 'عقیدہ' کی تعریف:

عقیدہ عربی کے لفظ 'عقد' سے نکلا ہے جس کے معنی ہیں تھام لینا، پکڑ لینا، گرہ لگانا وغیرہ۔ اصطلاح میں اس سے مراد ہے کسی بات پر پختہ یقین کر لینا ہے۔

(ii) اسلام کے بنیادی عقائد:

دنیا میں جس طرح تمام الہامی اور غیر الہامی مذاہب کو عقائد کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں اسی طرح دین اسلام کے بھی کچھ بنیادی عقائد ہیں۔ مولانا صدر الدین اصلاحی اپنی کتاب

"اسلام ایک نظر میں" میں لکھتے ہیں:

دین اسلام دو چیزوں کا مجموعہ ہے:

(i) عقائد (ii) عبادات

اسلام کے بنیادی عقائد مندرجہ ذیل ہیں:

- توحید
- رسالت
- فرشتوں پر ایمان
- آسمانی کتابوں پر ایمان
- آخرت پر ایمان

ان عقائد کی اہمیت کا اندازہ قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ سے لگایا جاسکتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"جن کے عقیدے ٹھیک نہیں ہیں یا جنہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں شک ہے ان کی مثال ایک راکھ کے ڈھیر کی مانند ہے کہ ہوا انہیں کہیں بھی لے جائے۔"

(سورۃ ابراہیم: آیت نمبر 18)

حضور ﷺ نے بھی عقائد کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"عقیدہ ایک بیج کی مانند ہے۔"

3) اسلام کا نظریۂ آخرت:

آخرت عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لفظی معنی ہیں بعد میں آنے والی چیز۔ اسلام میں عقیدہ آخرت بنیادی عقائد میں سے ایک

ایک عقیدہ ہے جس کا اقرار اس حقیقت کا اقرار ہے کہ موت پر زندگی اختتام نہیں ہوتی بلکہ یہ ایک جہاں سے دوسرے جہاں داخل ہونے کا دروازہ ہے اور امتحان کا ایک دن مقرر ہے جس روز ہر ذی نفس اپنے اعمال کے مطابق اللہ کے ہاں جزاو سزا پائے گا۔ اسی لیے قرآن پاک میں آخرت کے لیے یوم الآخرہ اور یوم التغابن جیسے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔

(i) عقیدۂ آخرت کے اجزاء:

عقیدۂ آخرت کے اہم اجزاء مندرجہ ذیل ہیں:

- مرنے پر یقین
- قبر میں وقت گزارنا
- مرنے کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھنا
- یوم الحساب پر یقین رکھنا
- ابدی زندگی پر ایمان

(ii) عقیدۂ آخرت کی اہمیت

اسلام نے عقیدۂ آخرت کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہ دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا ایک اہم جزو ہے کیونکہ ایمان تمام عقائد کے دل سے اقرار اور عمل کے بغیر ممکن نہیں ہے عقیدۂ آخرت کی اہمیت قرآن پاک میں بھی متعدد مقامات پر بیان کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

CamScanner

"... پھر یقیناً اس کے بعد تم مرنے والے ہو
اور پھر تم قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے
جاؤ گے"
(سورہ المؤمنین: آیت نمبر 16)

4) اسلامی عقائد: فرد اور معاشرے کے ذرائع اصلاح

(i) اسلام کے عقائد: فردی اصلاح کا ذریعہ

اسلامی عقائد معاشرے میں فرد کا اصلاح کا ذریعہ بنتے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

(i) روحانی ضرورت کی تکمیل:

جان بوکر (John Bowker) اپنی کتاب God of Brief History میں کہتے ہیں کہ دنیا کی ہر قوم نے مذہب کو تلاش کیا ہے جو یہ ظاہر کرتا ہے کہ دنیا میں ہر زمانے میں روحانی ضرورت کی تکمیل ادھوری رہی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قوموں نے مذہب کو تلاش کیا تاکہ اپنی روحانی ضرورت کو پورا کر سکیں۔ جبکہ اسلام نے چودہ سو سال پہلے ہی اس روحانی ضرورت کی تکمیل کا انتظام کر رکھا ہے جس نے نہ صرف لوگوں کو گمراہی سے بچایا بلکہ اسے اپنے فطرتی دین تک پہنچا کر صراط مستقیم کی بھی راہ دکھائی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

"اپنا مذہب سے موڑ کر دینِ حنیف کی طرف کرلو۔ یہی وہ فطرت ہے جس پر انسان کو پیدا کیا گیا۔"

(سورۃ الروم: آیت نمبر 30)

(ii) قربِ الٰہی کے حصول کا راستہ:

اسلام نے بنیادی عقائد کے ذریعے قربِ الٰہی کے حصول کے راستے کا تعین کر دیا ہے۔ دنیا کے کچھ مذاہب نے اس کے حصول کے لیے یا تو رہبانیت کی راہ دکھائی یا پھر دنیا سے کنارہ کشی پر زور دیا لیکن اسلام اپنے عقائد کے ذریعے ان تمام رسومات کی تردید کر دی اور ہر فرد کو ایک تقویٰ کے راستے پر ہی چلنے کی تلقین کی۔ اسلام نے اس بات پر زور دیا کہ قربِ الٰہی کا حصول کسی اور وسیلہ کا محتاج نہیں ہے سوائے پرہیزگاری کے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم

"بے شک اللہ کے نزدیک تم میں سے عزت والا وہ ہے جو تقویٰ والا ہے۔"

(iii) مقصدِ حیات کی فراہمی:

دنیا میں مختلف مذاہب نے مختلف مقصدِ حیات دیے ہیں بلکہ کچھ نے انسانی ہم آہنگی پر زور دیا تو بقیہ نے نسل پرستی کی بنیاد اپنی اقوام کو فوقیت دی۔ تاہم اسلام اپنی بنیادی عقائد کے ذ

یہ ان تمام مقاصد کی نفی کرتا ہے اور ایک اللہ کی عبادت کو ہی مقصد حیات بناتا ہے۔ لہٰذا اسلام افراد کو ہر قسم کی نسل پرستی اور انتہا پسندی سے دور رکھ کر ان کی اصلاح کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں مقصد حیات کو اس طرح بیان کرتے ہیں:

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون

"اور اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔"

(۱۷) غور و فکر اور اجتہاد کی تلقین

اسلام بڑے منفرد انداز میں افراد کی ذاتی اصلاح کرتا ہے۔ ایک طرف یہ انسان کو دنیا پر اور خود پر غور و فکر کی دعوت دیتا ہے اور دوسری طرف ذاتی مسائل کے حل کے لیے اجتہاد کا راستہ دکھاتا ہے۔ اسلام کی یہ ابدی خاصیت لوگوں کو معاملے میں بڑی حد تک اصلاح کی راہ دکھاتی ہے جس پر گامزن ہو کر وہ دنیا و آخرت کے حصول کو یقینی بناتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بے شک زمین اور آسمان کی پیدائش میں اور رات اور دن کے بدلنے میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

(سورۃ آل عمران، آیت نمبر 190)

(ii) اسلامی عقائد معاشرتی اصلاح کا ذریعہ:

(i) مساوات اور رواداری کا فروغ:

اسلامی عقائد معاشرے میں مساوات اور رواداری کا جذبہ پیدا کرتے ہیں جس کی مثال ریاست مدینہ میں واضح طور پر دیکھنے کو ملتی ہے کہ جب انصار و مہاجرین اور یہودیوں اور دیگر اقلیتوں کی موجودگی کے باوجود ایک امن پسندی معاشرے کی بنیاد رکھی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں بھی اس کا درس دیتے ہوئے فرماتے ہیں؛

لا اکراہ فی الدین

"دین میں کوئی جبر نہیں"

(iii) بھائی چارے اور اخوت کی تلقین:

اسلامی عقائد کے لحاظ سے بھائی چارے اور اخوت کا پرچار کرتے ہیں اور معاشرے کی اصلاح کرتے ہیں۔ یہ "اخوت اور بھائی چارے پر مبنی ایک چھوٹا لیکن مثالی معاشرہ ہی تھا جس نے عرب کے کفار جیسے جہلاء کی اصلاح کی اور انہیں اسلام کی طرف راغب کیا۔ اللہ تعالیٰ بھی قرآن پاک میں اس بھائی چارے کی بدولت مسلمانوں کو ایک جماعت پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

کان الناس امۃ واحدۃ

"سب لوگ ایک ہی جماعت اور امت میں تھے۔"

(iii) بہادری اور جہاد کا جذبہ:

اسلامی عقائد انسانی معاشرے میں بہادری اور جہاد کا جذبہ پیدا کرکے اس کی اصلاح کرتے ہیں۔ اسی جذبے کی بدولت انسان مسلمان معاشرہ ظالم کے خلاف اور مظلوم کے لیے کھڑے ہونے کو نہیں گھبراتا اور ثابت قدم رہ کر ظلم کا مقابلہ کرتا ہے چونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی جان اللہ ہی کی امانت ہے اور اسے اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ اقبال اسلامی معاشرے کے اس جذبے کو اس طرح بیان کرتے ہیں

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

ایک اور جگہ اقبال اس جذبے کی تعریف اس طرح بیان کرتے ہیں:

کافر ہو تو کرتا ہے شمشیر پہ بھروسہ
مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

5) حاصلِ بحث:

اسلام اپنے بنیادی عقائد کے ذریعے فرد اور معاشرے دونوں کو دنیا و آخرت میں اصلاح اور کامیابی کی راہ دکھاتا ہے۔ ان عقائد کا چودہ سو سال بعد بھی قوموں اور معاشروں کی ہدایت اور اصلاح کا ذریعہ بننا اسلام کی عالمگیریت اور ابدیت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

سوال نمبر 2
جواب

1) تعارف:

اسلام ایک دین ہے جس نے عقائد، رسومات اور انتظامی ڈھانچے کے ساتھ ساتھ عبادات کا بھی تصور دیا ہے۔ ان عبادات میں سے ایک اہم اور فرض عبادت نماز بھی ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلمانوں کو تحفتاً عطا کی گئی ہے۔ یہ عبادت انسان کی سماجی، اخلاقی اور روحانی زندگی پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے جن میں فرقہ واریت کی تحریر اور معیارِ زندگی کی بنیاد پر تقسیم کی تردید، سماجی اتحاد اور باہمی امداد کا جذبہ، سماجی انضمام کا احساس، برائیوں سے اجتناب، عاجزی اور انکساری، فرض شناسی اور پابندیٔ وقت، سکونِ قلب کا حصول، صبر اور استقامت کا جذبہ، اللہ تعالیٰ کے قرب کا احساس وغیرہ شامل ہیں۔

2) اسلام میں نماز کا تصور:

صلوٰۃ عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی ہیں توجہ یا التجا کرنا۔ ~~اصطلاح میں~~ دینی اصطلاح میں اس سے مراد وہ مخصوص عبادت ہے جو رسول اللہ ﷺ نے ایک مخصوص ہیئت کے ساتھ خود ادا کی اور اپنی امت کو سکھائی۔

(i) نماز کی اہمیت:

نماز 10 نبوی کو معراج کے موقع پر فرض کی گئی۔ یہ ایک فرض عبادت ہے جو کہ مسلمانوں پر دن میں مخصوص اوقات پر ادا کرنا فرض

ہے۔ نماز مقصدِ حیات کی یاددہانی کے ساتھ ساتھ فرض شناسی، تعمیرِ سیرت اور ضبطِ نفس پر عبور حاصل کرواتی ہے۔ اس کی اہمیت کا اندازہ قرآن پاک کی اس آیت مبارکہ سے ہوتا ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"کامیاب ہو گئے وہ لوگ جو اپنی نمازوں میں خشوع اختیار کرتے ہیں اور لغو باتوں سے منہ موڑتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔"

(سورۃ المؤمنین: آیت نمبر ۱ تا ۴)

3) نماز کے سماجی، اخلاقی اور روحانی اثرات:

نماز فرد کی سماجی، اخلاقی اور روحانی زندگی پر کئی مثبت اثرات مرتب کرتی ہے جن میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

(i) سماجی اثرات:

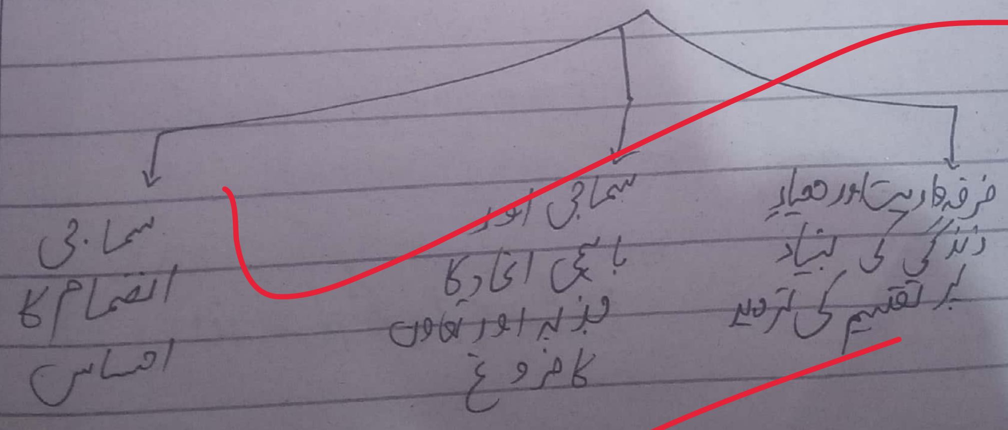

(i) فرقہ واریت اور معیارِ زندگی کی بنیاد

ہر سماجی تقسیم کی تردید:

نماز محض ایک عبادت ہونے کے علاوہ سماجی تقسیم کی تردید کا بھی ذریعہ ہے۔ معاشرے کی باقی تمام رسومات اور محفلوں میں طبقاتی تقسیم واضح نظر آتی ہے لیکن نماز ایک واحد چیز ہے کہ جس کے لیے جمع ہوئی محفل میں ہر طرح کی طبقاتی تقسیم کی نفی ہوتی ہے۔ امیر غریب، حکمران، محکوم، مالک اور غلام سب سبھی بغیر کسی امتیاز کے برابر ہوتے ہیں۔ یہ خوبی فرد کے اندر ایک مثبت سوچ لانے کا باعث بنتی ہے اور اسے ہر قسم کے سماجی امتیازات سے پاک بناتی ہے شاعر نے کیا خوب کہا ہے:

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز

(ii) سماجی اور باہمی اتحاد کا جذبہ اور تعاون کا فروغ:

نماز کی ادائیگی کے سبب مسجد ایک کمیونٹی سنٹر کا کردار ادا کرتی ہے جہاں معاشرے کے تمام لوگ عبادت کے لیے پانچ وقت اکٹھے ہوتے ہیں۔ یہ نہ صرف انفرادی طور پر افراد میں باہمی اتحاد کا جذبہ اجاگر کرتا ہے بلکہ معاشرتی تعاون کا بھی باعث بنتا ہے نماز کی بدولت ایک فرد کا باقی افراد سے حقیقی بھائی چارے کا رشتہ بن جاتا ہے جس پر اسلام نے بڑا زور دیا

ہے۔ اسی لیے حضورﷺ نے فرمایا:

”تمام مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں“

(iii) سماجی انضمام کا احساس:

نماز کی ادائیگی سے ایک فرد کو معاشرتی انضمام کا احساس ملتا ہے۔ مغربی اقوام میں سماجی انضمام نہ ہونے کی وجہ سے تنہاپسندی بڑھی جس کی وجہ سے خودکشی کی شرح اور ذہنی بیماریوں میں خاصا اضافہ دیکھنے کو ملا۔ اس لیے مغرب نے کمیونٹی سینٹر تشکیل دیے تاکہ لوگوں میں سماجی ملاپ کو فروغ دیا جا سکے جبکہ اسلام نے یہ نظام نماز کی ادائیگی کے ذریعے آج سے چودہ سو سال پہلے ہی متعارف کرا رکھا تھا۔

(ii) اخلاقی اثرات:

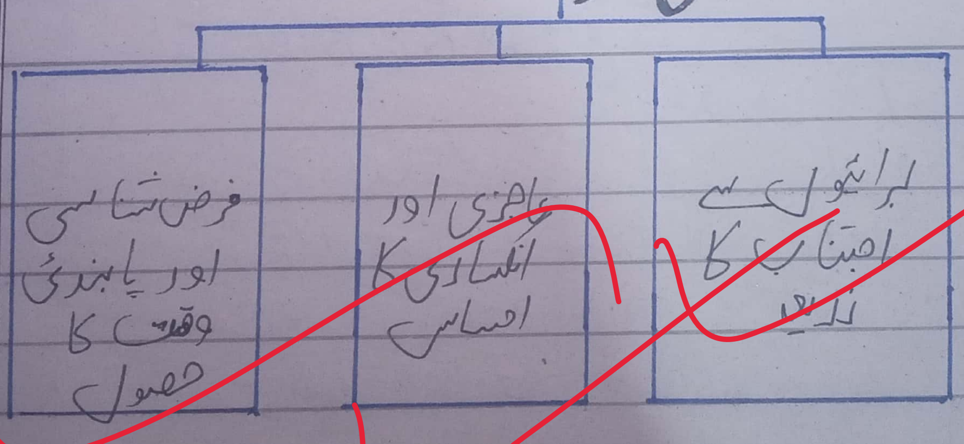

(i) برائیوں سے اجتناب کا ذریعہ:

نماز کی عبادت ایک فرد کی اخلاقی زندگی

پر بھی گہرے اثرات مرتب کرتی ہے۔ یہ انسان کو

ضبط نفس سکھاتی ہے جس کی وجہ سے وہ برائیوں

سے بچتا ہے اور نیکیوں کی طرف راغب ہوتا

ہے۔ یہ ضبط نفس ہی تھا جس سے صحابہ کرام کو

بھی اخلاق کے اعلیٰ درجوں پر فائز کیا۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں بھی نماز کی کے اس

اخلاقی لحاظ خصوصیت کو بیان کرتے ہیں۔ اللہ

تعالیٰ فرماتے ہیں

ان الصلوٰۃ تنھی عن الفحشاء

والمنکر

"بے شک نماز بے حیائی اور برے

کاموں سے روکتی ہے۔"

(ii) عاجزی اور انکساری کا احساس

نماز کی پانچ وقت کی ادائیگی

ایک فرد میں عاجزی اور انکساری کا احساس پیدا

کرتا ہے۔ اسے اس بات کا احساس ہوتا

ہے کہ اس کا وجود اس دنیا میں عارضی ہے اور

اس کا اصل مقصد دونوں جہانوں کی کامیابی

کا حصول ہے۔ اس دنیا میں اس کی جان اللہ

تعالیٰ کی امانت ہے اور نماز کی ادائیگی فرض ہے

کیونکہ یہی ایک مومن اور کافر میں فرق کرتی ہے۔ اسی لیے

حضور ﷺ نے فرمایا:

"ایک مومن اور کافر میں

فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔"

(iii) فرض شناسی اور پابندیٔ وقت کا حصول:

نماز کی پابندی ایک فرد کو فرض شناسی اور پابندیٔ وقت سکھاتی ہے۔ جب وہ نماز کی پابندی کرتا ہے اور اس کو مقررہ وقت پر ادا کرتا ہے تو وہ دنیاوی وقت میں اپنے روزمرہ کے دنیاوی کام سرانجام دیتا ہے۔ یوں فرض شناسی اس کی عادات کا حصہ بن جاتا ہے۔ اسی اخلاقی خوبی کے پیش نظر اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں نماز کی پابندی کی تلقین کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"نماز کو اس کے مقررہ وقت پر ادا کرنا ضروری ہے۔"

(سورۃ النساء: آیت نمبر 103)

(iii) روحانی اثرات:

- سکون قلب کا حصول
- صبر اور استقامت کا جذبہ
- قرب الٰہی کا احساس
- مقصدِ حیات کی یاددہانی

(i) سکون قلب کا ذریعہ:

نماز ایک فرد کی سماجی اور اخلاقی زندگی کے ساتھ ساتھ روحانی زندگی کو بھی متاثر کرتا ہے۔ ان میں سب سے اہم سکون قلب کا حصول ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی اس بات کا اقرار قرآن پاک میں کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"بے شک اللہ کے ذکر سے ہی دل تسکین پاتے ہیں۔"

(سورۃ الرعد: آیت نمبر 28)

(ii) صبر اور استقامت کا جذبہ:

نماز سے انسان کی روح میں صبر اور استقامت کا جذبہ آتا ہے چونکہ نماز کی ادائیگی میں خشوع و خضوع ضروری ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں اس کی تلقین کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

واستعینوا بالصبر والصلوۃ

"اور مدد مانگو صبر اور نماز کے ساتھ۔"

(iii) قرب الٰہی کا احساس:

چونکہ اسلام میں نماز کو قرب الٰہی کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے، اس لیے نماز کی ادائیگی سے فرد کو قرب الٰہی کا احساس پیدا

ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

"بندہ اپنے رب سے سب سے زیادہ قریب سجدے کی حالت میں ہوتا ہے، پس اس میں کثرت سے دعا کیا کرو۔"

(صحیح مسلم)

(iv) مقصدِ حیات کی یاد دہانی

نماز کی باقاعدگی سے ادائیگی انسان کو روحانی طور پر اللہ تعالیٰ سے منسلک رکھتا ہے چنانچہ وہ اپنے مقصدِ حیات کو نہیں بھولتا کیونکہ وہ یہ جان لیتا ہے اس کی کامیابی کی بنیاد اس کے اعمال پر ہے اور کوئی عمل بھی اللہ تعالیٰ سے چھپ نہیں سکتا۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

"اور ہم نے ہی انسان کو پیدا کیا ہے، اور جو وسوسے اس کا نفس اس کے دل میں ڈالتا ہے ہم انہیں جانتے ہیں، اور ہم اس کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔"

(سورۃ ق: آیت نمبر 16)

6- حاصلِ بحث:

لہٰذا نماز انسان کی سماجی، اخلاقی اور روحانی اقدار پر گہرے اثرات مرتب کرتی ہے اور انفرادی عبادات اور انفرادی اثرات کی نوعیت نہ صرف اسلام کو باقی مذاہب سے ممتاز کرتی ہے بلکہ اس کی حقیقی اور عالمگیر اقدار کو بھی زندہ رکھتی ہے۔

سوال نمبر 6 کا
جواب

1) تعارف:

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اسی لیے جہاں یہ ایک اسلامی ریاست کا تصور دیتا ہے وہیں اس کی ذمہ داریوں پر بھی روشنی ڈالتا ہے۔ ریاست کی سماجی ذمہ داریوں میں اسلام بنیادی حقوق کی فراہمی، اقلیتوں اور دیگر غیر مسلم طبقات کا تحفظ، مساوات اور باہمی ہم آہنگی کا حصول، اخلاقی اقدار کا تحفظ، وسائل کی منصفانہ تقسیم اور غربت اور بے روزگاری کا خاتمہ وغیرہ کو اولین ترجیح دیتا ہے۔ تاہم جدید تہذیب کے مسائل جیسا کہ طبقاتی تفریق اور مذہبی انتہاپسندی، بڑھتی بے روزگاری، دولت کی اجارہ داری اور بڑھتی اخلاقی بیماریاں وغیرہ کو اسلامی معاشرتی نظام کے نفاذ سے حل کیا جا سکتا ہے۔

2) اسلام میں ریاست کی سماجی ذمہ داریاں:

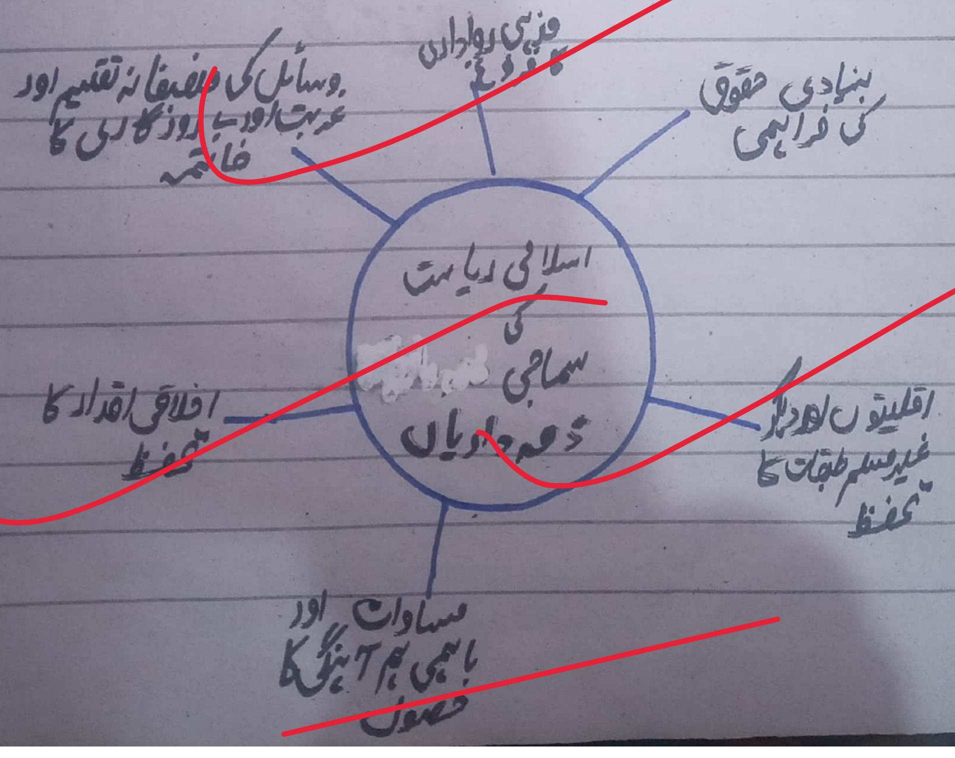

(i) بنیادی حقوق کی فراہمی:

اسلام نے بنیادی حقوق کی فراہمی کو اسلامی ریاست کی ایک اہم ذمہ داری قرار دیا ہے۔ روٹی، لباس اور مکان جیسی سماجی ضروریات کی فراہمی اسلامی ریاست کی اولین ترجیح رکھی گئی ہے۔ اس کی تکمیل کی مثال اسلامی خلفائے راشدین کے ادوار سے ملتی ہے۔ ریاست کی ان ذمہ داریوں کے حکمران کو نگران بنایا گیا ہے جس سے قیامت کے روز ان کی تکمیل کے بارے میں حساب کیا جائے گا۔ اسی لیے حضورﷺ نے ارشاد فرمایا:

"تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔"

(ii) اقلیتوں اور دیگر غیر مسلم طبقات کا تحفظ:

اسلامی ریاست نے غیر مسلم شہریوں کے تحفظ کو بھی بغیر کسی تفریق کے ریاست کی ایک ذمہ داری قرار دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت عمرؓ کے دور میں ضعیف یہودیوں کو بھی بیت المال سے وظیفہ ملتا تھا۔ ریاست اسلامی ریاست کے وضع کردہ سماجی اصولوں کو ہی مد نظر رکھتے ہوئے پاکستان کے قانون میں بھی غیر مسلموں کے حقوق کے تحفظ کی بھی شق ڈالی گئی ہے۔

(iii) مساوات اور باہمی ہم آہنگی کا حصول:

اسلامی ریاست کی سماجی ذمہ داریوں میں مساوات اور باہمی ہم آہنگی کو بھی یقینی بنانے کی تلقین کی گئی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور ﷺ نے ریاست مدینہ کا آغاز ہی میثاق مدینہ سے کیا تاکہ مدینہ میں مقیم انصار اور مہاجرین اور یہودیوں اور دیگر اقلیتوں کے درمیان باہمی آہنگی اور تعاون کو فروغ دیا جا سکے۔ یہ مساوات اور ہم آہنگی کی ہی فکر تھی کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"اگر فرات کے کنارے ایک کتا بھی بھوکا مر گیا تو عمر اس کا ذمہ دار ہوگا۔"

(iv) اخلاقی اقدار کے تحفظ:

اسلامی ریاست کی ایک اہم ذمہ داری اخلاقی اقدار کا تحفظ بھی ہے۔ ریاست کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی بڑی ذمہ داری سونپی گئی ہے تاکہ اخلاقی زوال سے بچا جا سکے۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

"بھلائی اور نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو اور گناہ کی باتوں میں ہرگز باہمی امداد و تعاون نہ کرو۔"

(سورۃ المائدہ: آیت نمبر ۲)

ایک مشہور سکالر جے ایف میٹ لاک اپنی کتاب 'Autopsy of Empire' میں لکھتے ہیں کہ "سوویت

لو تین کے زوال کی ایک بڑی وجہ اس کے حکمرانوں اور عوام کی کے اخلاقی زوال تھا۔ اسلام نے اخلاقی زوال کو روکنے کی ذمہ داری ریاست کو سونپی ہے تاکہ ہر قسم کے معاشی زوال سے بچا جا سکے

(۷) وسائل کی منصفانہ تقسیم اور غربت و افلاس کا خاتمہ

اسلام نے معاشرے میں وسائل کی منصفانہ تقسیم اور غربت اور ~~افلاس~~ افلاس کے خاتمے کو ریاست کی ایک سماجی ذمہ داری قرار دیا ہے تاکہ ہر قسم کے طبقاتی نظام اور غربت سے بچا جا سکے۔ حضورﷺ نے فرمایا:

"افلاس کفر تک لے جاتی ہے۔"

یہی وجہ ہے کہ بے روزگاری کے خاتمے کو اسلامی ریاست کی ذمہ داریوں میں ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے

(vi) مذہبی رواداری کا فروغ:

اسلامی ریاست کی ایک اور اہم ذمہ داری سماجی پہلو پر مذہبی رواداری کو فروغ دینا بھی ہے تاکہ شدت پسند عناصر سے بچا جا سکے۔ ریاست مدینہ میں مذہبی رواداری کا یہ عالم تھا کہ یہودی اپنے تنازعات کا فیصلہ حضورﷺ سے اپنی کتاب کے مطابق کرواتے تھے

3) اسلامی معاشرتی نظام اور جدید تہذیب کے مسائل کا حل:

اسلامی نظام معاشرت کے ماتحت جدید تہذیب کے مسائل کا حل

- دولت کی گردش اور وسائل کی منصفانہ تقسیم
- لوکل سطح پر مذہبی رواداری کا فروغ
- اسلامی قانون کا مؤثر اطلاق اور سماجی معاہدات کی حوصلہ افزائی
- غرباء کی مالی مدد کے لیے کمیونٹی سنٹرز کی حوصلہ افزائی
- روزگار کے مواقع کی یقینی فراہمی

(1) دولت کی گردش اور وسائل کی منصفانہ تقسیم:

~~اسلام نا~~ آکسفام (Oxfam) کی ایک رپورٹ کے مطابق دنیا کا 1 فیصد ایلیٹ طبقہ 50 فیصد سے زائد وسائل کا مالک ہے جو کہ دنیا میں سماجی سطح پر دولت کی اجارہ داری کی نشاندہی کرتا ہے۔ اسلام کا نظام معاشرت دولت کو چند ہاتھوں میں جمع ہونے نہیں دیتا۔ زکوٰۃ، عشر، صدقات اور وراثت کے قوانین اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ معاشی وسائل معاشرے کے ہر طبقے تک پہنچیں۔ اسی وجہ سے حضرت ابو بکر صدیق رض نے ان لوگوں کے خلاف جہاد کیا جن لوگوں نے زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔

(ii) لوکل سطح پر مذہبی رواداری کا فروغ:

موجودہ تہذیب اور مذہبی انتہا پسندی اور شدت پسندی جیسے مسائل سے دوچار ہے۔ جبکہ اسلام کا نظام معاشرت لا اکراہ فی الدین اور انسانی برابری پر مبنی ہے۔ لوکل سطح پر مذہبی رواداری کا فروغ مسجد کے ذریعے ہوتا ہے جس سے اقلیتوں کو تحفظ ملتا ہے اور انتہا پسند عناصر کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

(iii) اسلامی قانون کا مؤثر اطلاق اور سماجی معاہدات کی حوصلہ افزائی:

موجودہ تہذیب نے مغربی رجحانات کے زیر اثر اپنی حقیقی اخلاقی اقدار کھو دی ہے جس سے اسلامی ممالک میں بھی اخلاقی برائیاں اور بیماریاں شدت سے پھیلنے لگی ہیں۔ ~~لہذا~~ اس کے علاوہ ازیں سماجی معاہدات (شادی، نکاح وغیرہ) کو آسان بنانے کی بجائے مشکل اور مہنگا بنا دیا ہے۔ تاہم اسلام کا نظام معاشرت ان مسائل کو بہترین انداز میں حل کرتا ہے۔ اسلام نکاح کو آسان اور ذمہ داری پر مبنی بناتا ہے۔ شریعت کے مؤثر اطلاق سے موجودہ اخلاقی اقدار کے زوال اور خاندانوں کو بکھرنے سے بچایا جا سکتا ہے۔

(۱۷) غرباء کی مالی مدد کے لیے کمیونٹی سنٹرز کی حوصلہ افزائی:

موجودہ تہذیب میں غرباء مزید معاشی بدحالی کی طرف بڑھتے نظر آتے ہیں۔ سوشل سیفٹی نیٹس کی مالی بدحالی کی وجہ سے غرباء مزید غربت کی طرف دھکیلے جاتے ہیں۔ اسلام کا نظام معاشرت بیت المال کا تصور دیتا ہے جو کہ سرکاری خزانے کے ماتحت چلتا ہے۔ تاہم موجودہ دور میں کمیونٹی سنٹرز کی موجودگی بیت المال کا کردار ادا کر سکتی ہے لیکن حکومت اس کی مالی حوصلہ افزائی ایک تسلسل کے بجائے وقتاً فوقتاً کر سکتی ہے۔ اس سے سرکاری خزانے پر بھی بوجھ کم ہوگا اور کمیونٹی سنٹرز بھی مؤثر طریقے سے غرباء کی مدد کر سکیں گے جس سے غربت جیسی ناسور کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

(۷) روزگار کے مواقع کی یقینی فراہمی

موجودہ تہذیب میں بڑھتی بے روزگاری بھی غربت و افلاس کی وجہ ہے۔ اسلام نظام معاشرت حلال تجارت کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ سود سے پاک معیشت کاروبار کے مواقع بڑھاتا ہے اور استحصال کو کم کرتا ہے جس کے سبب لوگوں کا معیار زندگی بلند ہوتا ہے اور غربت کا خاتمہ ہوتا ہے۔

Avoid cutting

Increase headings and elaborate it in suitable words with references from quran and hadith

(4) حاصل بحث

اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو
کہ باقی مسائل کے ساتھ ساتھ جدید شہری ~~نظام~~ معاشرتی
مسائل کا بھی حل دیتا ہے اور اسلامی نظام معاشرت
کے موثر ا طلاق کی ذمہ داری ریاست پر عائد کرتا ہے
تاکہ ریاست میں سماجی امن و امان اور رواداری کو
فروغ دیا جا سکے اور ہر قسم کی بد امنی اور بد نظمی
سے بچا جا سکے۔ اسی لیے اقبال اسلام کی منفرد اقدار کی
تعریف اس طرح کرتے ہیں:

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی